was stuck with admiration immediately. Professed the religion taught there by declaring that such word could from an inspired person only30) .”)

ترجمہ: یہاں بے شمار مثالوں میں سے ایک مثال یہ ظاہر کرنے کے لیے پیش کروں گا۔ کہ اس کتاب کے اسلوب کی تعریف وہ لوگ بھی کرتے تھے۔ جن کو اس کتاب کے متعلق فیصلہ کرنے کے لیے اہل اور موزوں جج قرار دیا جا سکتا ہے۔ لبید بن ربیعہ جو محمد ﷺ کے زمانے کے عظیم عرب شعراء میں سے ایک تھا ،اس کی ایک نظم خانہ کعبہ کے دروازے پر آویزاں کی گئی۔ یہ ایک ایسا اعزاز تھا۔ جو صرف ان ادب پاروں کو حاصل ہوتا تھا۔ جن کے مقابلے کی دوسرے شعراء میں ہمت نہ تھی، یا نہ ہوتی تھی۔ جلد ہی لبید کی نظم کے ساتھ قرآن کی دوسری سورۃ آویزاں کر دی گئی۔ لبید اس سورت کی ابتدائی آیات پڑھ کر ہی اس کے لیے سراپا تعریف بن گئے اس نے فوراً وہ دین قبول کر لیا جس کی تعلیم وہ سورۃ دے رہی تھی۔ اور ساتھ ہی یا علان کیا کہ یہ کلام صرف ایسے شخص کی زبان سے نکل سکتا ہے۔ جس پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہو۔(31)

References:

George sale,” The Koran” (New York: red brick warm and company, 1890) p: 48.

Mohar Ali Muhammad, Dr,“The Qur’an and Orientalists”(jam’iyat ‘ihyaa’minhaaj al-sunnah,2004) p:331

Rod well, j.m “The Koran” (New York: jm) preface.AuthorJeffery”, The Koran “The Koran selected suras translated heritage” (New York press,1958) p:19

Mohar Ali Muhammad, Dr, “The Qur’an and Orientalists”, p332:
ibid p: 331

1. القرآن 1:1

Sweet Man,j,”Islam and Christian theology”,(latter worth London ,1945) vol,p :5-

Mohar Ali Muhammad, Dr., “The Qur’an andOrientalist”, p331.335-

2. القرآن 19: 20

Ghulam Sarwar, Hafiz, “Translation of Holy Quran” p: xxx111

لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ دنیا میں کوئی مسلمان جماعت ایسی نہیں۔ جو قرآن کی روایت بالمعنی کو جائز سمجھتی ہو۔ تمام مسلمانوں کا ایمان ہے۔ کہ قرآن حکیم کے الفاظ اور معانی دونوں منزل من اللہ ہیں۔ اور دونوں تواتر کے ساتھ مروی ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔ اختلاف قراءۃ کی حقیقت کو ہم نے سطور بالا میں تفصیل سے بیان کیا ہیں۔۔ روایت بالمعنی کے جائز ہونے کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ قرآن حکیم کے الفاظ کو عام انسانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ قرآن کی وہی کفیت ہوتی جو اناجیل کی ہیں۔ کہ ایک ہی واقعہ کو" متیٰ" نے کس طریقے سے بیان کیا ہیں۔

اور "مرقس" نے اس سے الٹا راستہ اختیار کیا ہے۔ اگر بالفرض روایت بالمعنی کی اجازت دی جاتی۔ تو الفاظ انسانی ہوتے اور ان کی نظیر پیش کرنا انسانوں کے لیے ناممکن ہوتا۔ قرآن کی نظیر پیش کرنے سے عربوں کا چودہ سو سال قاصر رہنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ قرآن کے معانی، الفاظ اور عبارات سب الہامی ہیں۔ اور کسی انسان کے لیے ممکن نہیں کہ وہ اس کی نظیر پیش کرسکے۔ لہٰذا مستشرقین کا یہ اعتراض

بھی دوسرے وسوسوں کی طرح ایک وسوسے سے زیادہ کچھ حثیت نہیں رکھتا ہے۔

قرآن کا چیلنج اور آپ ﷺ کے وقت کے شعراء کا تاثیر قرآن قبول کرتا

اگر تمھیں شک ہے تو لے آو ایک سورۃ یا اس کے مثل جو ہم نے اتارہ اپنے بندہ پر اور بلالے آو اپنے شرکاء کو اللہ کے سوا، اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو قرآن نے مختلف جگہوں میں تمام انسانوں کو چیلنج کیا ہے۔ اگرچہ مستشرقین اس قرآن کو حضرت محمد ﷺ کی ایجاد مانتے ہیں۔ اللہ کا کلام نہیں مانتے۔ جارج سیل اپنے قارئین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ قرآن کی مثل پیش کرنا انسانوں کے لیے ناممکن ہیں۔ حالانکہ حضور ﷺ نے اس قرآن حکیم کو اپنے دعویٰ رسالت نبوت کے ثبوت کے طور پر پیش کیا تھا اور تمام انسانوں کو چیلنج کیا۔ حالانکہ بہت سارے ایسے فصیح اللسان تھے۔ جنھیں اپنے ادب ،لغت پر ناز تھا کہ اس طرح ایک سورہ بنا کر لائے۔ جارج سیل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایسی کتاب لکھی کہ لوگوں کو چیلنج کرنے کے باوجود ایسی کتاب لا نہ سکے۔ بلکہ اس سے متاثر ہوئے اور ایمان لے آئے۔ مستشرقین تو یہ نہیں مانتے کہ اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس لیے کہا کہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ انسانوں کے لیے ممکن نہیں کہ قرآن کی مثال پیش کرکے لائے۔ اپنے قارئین کو یہ باتیں بتانے کے بعد جارج سیل ص نمبر 47 پر لکھتا ہے۔

"I will mention but one instance of several to show that book was really admired for the beauty of its composure by those who must be allowed to have been competent judges, a ∘poem of labid-ebn- rabia,One of greatest wits in Arabia in Muhammad’s time ,being fixed up on the gate of the temple of Mecca ,an honor allowed to none but the most esteemed performances, none of other poet durst offer anythingof their own in competition with it. But the second chapter of Quran being fixed up by it soon after Labid himself (then an idolater) on reading the first verse only

قرآتیں تھیں۔ ان کی نوعیت وہ نہیں تھی۔ جو مستشرقین ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ تاکہ پتہ چل جائے کہ اختلاف قراءت کی نوعیت کیا ہے۔ اختلاف قراءت سے معنی تبدیل نہیں ہوتا بلکہ معنی میں مزید وسعت پیدا ہوتی ہے۔

مثلاً قرآن کی آیت نمبر 6 الحجرات میں لفظ "فتبینوا" آیا ہے۔

"یا ایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبا ءفتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ"۔ (26)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر آئے تمھارے پاس کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں۔

اس آیت کے لفظ " فتبینوا" کو حضرت حفص کے علاوہ دوسرے حضرات نے فتبینوا پڑھا ہے۔ فتبینوا کا معنی تحقیق کرنا اور معاملے کی چھان بین کرنا۔ اور "فتثبتوا" کا معنی بھی اس کے بالکل قریب ہے۔ المنجد میں تثبت کا معنی لکھا ہے۔ تثبت فی الامر والرای تاءنی فیہ وفحص منہ یعنی کسی معاملے میں جلد بازی کرنا اس رائے کے متعلق مشورہ کرنا اور اس کی تحقیق کرنا۔ قارئین کرام سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہاں اختلاف قراءت سے مفہوم میں قطعاً کوئی تبدیل نہیں آئی۔ بلکہ اختلاف قراءت سے مفہوم میں وسعت آگئی کہ جب مسلمان کوئی مشکوک خبر سنیں وہ اس کے مطابق عمل کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیں۔ بلکہ باہم مشورہ کریں۔ معاملہ کی خوب تحقیق کریں اور جب معاملہ بالکل واضح ہو جائے تو پھر کاروائی کریں۔ اختلاف قراءت کا مطلب ہر گز نہیں ہے۔ کہ اس کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ یا ایسا نقل ہے جو دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔ اختلاف قراءت میں حکمت ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس سے آیات کے معنی میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے زندگی کے بے شمار مسائل کو حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔(27)

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ مختلف قراءتوں کے ہونے کے باوجود تمام اُمت مشرق سے مغرب تک ایک ہی قراءت پر ساری امت جمع ہے۔ لیکن دوسری قراءتیں بھی تفسیر اور احادیث کی کتابوں میں تواتر کے ساتھ نقل ہوتی آرہی ہے۔ ان سے علماء کرام استنباط مسائل کا کام لیتے رہے ہیں۔ عہد نامہ جدید اور عہد نامہ قدیم کا آپس میں اختلاف ہے۔ اس کا قرآن سے نہ کوئی تعلق ہے اور نہ ہی کوئی نسبت ہے۔ قرآن کریم اگرچہ سات قراءتوں میں نازل ہوا ہے۔ لیکن اس امت کو یا اس سے قرآن کی شان اعجاز میں کمی نہیں ہوتی ہے بلکہ شان اعجاز اسی طرح قائم رہتی ہے۔ جس طرح تھی۔ مستشرقین نے یہ بھی ظاہر کرنے کی کوشش کی ہیں۔ کہ مسلمان روایت بالمعنی کو جائز قرار دیتے ہیں۔(28)

اپنے اس مفروضے کو بھی انھوں نے قراءۃ بالسبعہ سے جوڑنے کی کوشش کی ہیں۔ کہ مسلمان روایت بالمعنی میں آزاد ہیں۔ اس لیے تو سات قراءۃ وجود میں آئی ہے۔ اور روایت بالمعنیٰ کی آزادی کے ماحول میں قرآن حکیم کی تدوین کا کام مکمل ہوا۔ ان کا مدعا یہ ہیں۔ کہ یہ ثابت کیا جائے کہ جب روایت بالمعنیٰ مسلمانوں کے ہاں مسلم ہیں۔ تو قرآن کے الفاظ میں تبدیلی ناگزیر ہو جاتی ہے۔(29)

"مذکورہ بالا پیراگراف میں جارج سیل قرآن کے سات قرات کو "سات ایڈیشن" کا نام دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ قرآن کے ایڈیشنوں کا ذکر کرنے کے بعد قارئین کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا مناسب نہ ہوگا۔ کہ قرآن کی ابتدائی ایڈیشن سات ہیں۔ اگر ان کو ایڈیشن کہنا مناسب ہو یا ہم اس کو اس کتاب کی سات نقلیں کہہ سکتے ہیں۔ جن میں دو مدینہ میں شائع ہوئیں۔ اور وہیں استعمال ہوتی تھیں۔ تیسری مکہ میں ،چوتھی کوفہ میں، پانچویں بصرہ میں، چھٹی شام میں، ساتویں نقل کو عام ایڈیشن کہہ سکتے ہیں"۔

جارج سیل نے قرآن حکیم کی تاریخ کہاں سے اخذ کی ہے۔ اس کے بارے میں کہنا اپنی طرف سے اچھا نہیں لگتا اور نہ ہی ہم کچھ سکتے ہیں۔ بہرحال ان صاحب نے جن شہروں کے ساتھ قرآن کے ایڈیشنوں کو منسوب کرنے کی کوشش کیہیں۔ دور رسالت میں تو ان میں اکثر شہر اسلامی قلمرو میں شامل نہیں ہوئے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک لوگ مختلف قراءتوں میں لہجوں میں قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے لغت قریش کے مطابق قرآن حکیم کے مختلف نسخے تیار کرواکے مختلف شہروں کو روانہ کئے جو اسلامی قلمرو کا حصہ تھے۔ غالباً جارج سیل نے قرآن حکیم کی سات قراءتوں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مختلف شہروں میں قرآن حکیم کی نقلیں بھیجنے کے مختلف مضامین کو اکٹھا کرکے اپنے تخیل (سوچ) کے زور پر ایک اضافہ گھڑا ہے۔ اور وہ یہ تاثیر دینے کی کوشش کی ہیں۔ جس طرح بائبل کی مختلف ایڈیشنز ہے۔ اور ہر ایڈیشن دوسرے سے مختلف ہے۔ 2015 کا ایڈیشن 2016 سے مختلف ہے۔(23)

اس طرح پروٹسٹنٹ کا بائبل، کھیتولک کے بائبل سے اور کھیتولک کا بائبل (آرتھوڈکس) کے بائبل سے مختلف ہے۔ اس طرح مسلمانوں کا قرآن بھی ایک علاقہ کا مختلف ہے۔ جو مدینہ کا ہے وہ مکہ کا نہیں ہے اور جو مکہ کا ہے وہ عراق کا نہیں ہے۔ اگر بفرض محال مختلف قرآن صحابہ کے دور میں مروج ہوتی۔ تو آج ہزاروں کی تعداد میں مختلف قسم کے قرآن موجود ہوتے۔ لیکن 14 سو سال گزرنے کے باوجود جو قرآن افریقہ میں ہے۔ وہی آج برصغیر پاک وہند ہے۔ جو براعظم امریکا میں قرآن ہے۔ وہی قرآن براعظم یورپ میں ہے کوئی اختلاف نہیں ہے۔(24)

اس کی وجہ یہ ہیں کہ اس کا ذمہ اللہ رب العزت نے خود لیا ہے۔

"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون"۔ (25)

ترجمہ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

مستشرقین میں سے جارج سیل نے قرآن حکیم میں اختلاف کے مفروضوں کا محل تعمیر کرنے کے لیے قرآن حکیم کی سات قراءتوں کو بنیاد بنایا ہیں۔ وہ قرآن حکیم کی سات قراءتوں کے الفاظ پر زور دیتے ہیں۔ لیکن یہ ظاہر کرنے سے احتراز کرتے ہیں کہ قراءتوں کے اختلاف کی نوعیت کیا تھی۔ ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دور میں مختلف

جارج سیل کا قرآن کو اللہ تعالیٰ کا کلام ماننے کی بجائے محمد ﷺ کی تصنیف قرار دینا:

جارج سیل" قرآن "کے متعلق اپنا آخری فیصلہ اپنی کتاب "دہ قرآن" کے صحفہ نمبر 50--51 میں صادر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

> "The Mohammed was really the author and chief contriverof the Koran is beyond dispute though it is highly probable.That he had no small assistance in his design from other(as his country man failed not to object to Him. However they differed so much in their conjecturesas to particular person who gave him such assistance. That they were not able, it seemsto prove the change Muhammad, and it is to be presumed having taken his measures to well to be discovered"

مصنف اور اختراع کرنے والے، جھگڑے سے دور ہے اگرچہ اس بات کا غالب امکان ہیں۔ کہ دوسروں سے انہیں یعنی محمد ﷺ کو کم مدد نہیں ملی۔ اپنے منصوبے میں جیسا کہ ان کے اہل وطن ناکام ہوئے ان پر اعتراض کرنے میں ۔اگرچہ وہ اپنے مفروضوں میں ایک دوسروں سے مختلف تھے۔ اس مدد میں جن مخصوص آدمیوں نے کردار ادا کیا۔ اس مخصوص آدمیوں کے حوالے سے ان میں اختلاف تھا کہ وہ اس قابل نہ تھے۔ اس کو فرض کرنا ہو گا یا یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ الزام کو ثابت کرنا محمدؐ پر آسان نہ ہو گا بلکہ اس سے لگتا ہے۔ کہ محمد ﷺ نے اس معاملے کو خفیہ رکھنے کے لیے اتنے عمدہ اقدامات کئے ہیں۔ کہ ان کی وجہ سے اس راز کا انکشاف ممکن نہ تھا۔

اس مندرجہ بالا پیراگراف میں جارج سیل یہ الزام لگاتا ہیں۔ کہ کہ قرآن کے مصنف محمد ﷺ ہی ہیں۔ ان کو ایجاد کرنے والے محمد ﷺ ہیں۔ اگرچہ اس بات کا غالب امکان ہیں کہ دوسروں سے انھیں کم مدد نہیں ملی اپنے منصوبے میں جیسا کہ ان کے اہل وطن ناکام ہوئے ان پر اعتراض کرنے میں۔(21)

قرآن کے مختلف قراءۃ کے بارے میں جارج سیل کا نظریہ:

جارج سیل اپنی کتاب " The Koran" کے صفحہ نمبر 45 میں مختلف قراۃ سبعہ کو ورژن یا ایڈیشن کا نام دیتے ہوئے کہتے ہے۔

> "Having mentioned the different editions of the Koran ,at may not be amiss here to acquaint the reader that there are seven principle edition, if I may so call them or ancient copies of the book two of which were published and used at Madinah ,a third at Mecca a fourth at chufa ,fifth at Basra ,a sixth at Syria and a seventh called the common or vulgar"- (22)

"اکثر کہانیاں یاان کے کچھ حالات کو عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید سے لیا گیا ہے۔(الزام) یہودیوں اور عیسائیوں میں مروج تھی۔ ان غیر مستند انجیلوں کے قصے کہانیاں کو پیش کیا گیا ہے۔ بائبل کے بیانات کے خلاف، اسی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر الزام بھی لگایا ہے۔۔ کہ انھوں نے عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید میں تبدیلیاں کی ہے۔ جارج سیل اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ مجھے یقین ہے کہ کچھ یا بالکل نہ ہونے کے برابر روایات یاان کے کچھ حالات قرآنمیں ہے جو کہ محمد ﷺ نے ایجاد کیے تھے۔ جو کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ محمد ﷺ کی روایات ہے۔(الزام) کہ قرآن میں وہ چیزیں آج نہیں ہے جو محمد ﷺ نے بتائی تھی) لیکن وہ بیانات جو محمد ﷺ نے پیش کئے تھے وہ قرآن سے پہلے مصادر میں با آسانی سے مل سکتے ہیں۔ اس بات سے جارج سیل کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا اصل مصادر عہد نامہ جدید اور عہد نامہ قدیم ہے"۔(16)

آپ ﷺ پر جارج سیل کے الزامات کی بھوچاڑ:

جارج سیل نے صحفہ نمبر 49 میں الزامات کی بھوچاڑ کی ہیں۔ سب سے پہلا الزام آپ ﷺ پر یہ لگایا کہ آپ ﷺ نے قرآن کے واقعات، حالات، عہد نامہ جدید اور عہد نامہ قدیم سے لئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہا کہ انھوں نے غیر مستند انجیلوں سے روایات واقعات لئے ہیں۔ تاکہ ان کو بائبل کے خلاف پیش کر سکے۔ اور ان کو لے کر بائبل کے خلاف پیش کیا گیا۔ مزید قرآن پر وار کرنے کے لیے، غیر محفوظ ظاہر کرنے کے آن جناب کہتے ہیں۔ کہ دراصل محمد ﷺ نے جو باتیں ایجاد کی ہے۔ ان میں کچھ یا بالکل مکمل طور پر اس موجودہ قرآن میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ ہاں وہ باتیں جو آپ ﷺ نے کی ہے ان کے حصول کے لیے آسان ذریعہ وہ عہد نامہ جدید اور عہد نامہ قدیم ہے۔

جارج سیل کے اس پیرا کا خلاصہ یہ ہے کہ گویا آپ ﷺ کی جتنی باتیں ہے وہ اصل میں بائبل سے ہی لی گئی ہے اور آج کل کا قرآن غیر محفوظ ہیں، آپ ﷺ کی باتیں اس میں نہیں پائی جاتی۔(17)

مسئلہ ناسخ ومنسوخ کے بارے میں جارج سیل کا نظریہ:

جارج سیل اپنے "ترجمۃ القرآن" کے مقدمہ میں لکھتا ہے۔

"قرآن میں کچھ آیات ایسی ہیں۔ جو باہم متضاد ہیں۔ مسلمان علماء نسخ کے اصول کے ذریعے ان پر وارد ہونے والے اعتراضات کا تدارک کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کچھ احکام صادر کئے۔ جن کو بعد میں معقول وجوہات کی بناپر منسوخ کر دیا گیا"۔(18)

اپنے اس دعوی کو ثابت کرنے کے لیے وہ قرآن کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔

"ما ننسخ من ایت او ننسھا ناتبخیر منھا او مثلھا"(19)

جو آیت ہم منسوخ کرتے ہیں۔ یا فراموش کرادیتے ہیں۔ دوسری بہتر اس سے یا کم از کم اس جیسی۔(20)

Palomar says that sales translation can scarcely to regard as a fair representation of the Quran. (13)

جارج سیل کے ترجمۃ القرآن کی شہرت کا راز:

جارج سیل نے سابقہ تراجم کی نسبت اپنے ترجمۃ القرآن میں بہت زیادہ اسلام اور قرآن کو بدنام ورسوا کرنے کی مذموم جسارت کی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یورپ میں اسی ترجمہ کو مقبولیت حاصل ہوئی اور یہ ترجمہ مختلف یورپی زبانوں میں کئی بار شائع ہوا۔

قرآن کے معجزہ کا اقرار اور انکار:

جارج سیل نے صحفہ نمبر 49 پر جو ذکر قرآن سے متعلق کیا ہے ایک طرف تو اس کو محمد ﷺ کی تخلیق قرار دیتے ہے جبکہ دوسری طرف اس کے معجزہ کا اقرار بھی کرتے ہے کہ یہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے۔ جو انسانی ہاتھوں سے نہیں لکھی جا سکتی ہے۔

> “Although George sale saysin his book on page 49, that the Koran is the creation of Muhammad but this is such a creation that the humans pen can ‘t write, its miracle which review to dead’s evenit’s greater than it” (14)

> جارج سیل اگرچے کہتے ہیں۔ کہ یہ قرآن "محمد ﷺ "کی تخلیق ہے، لیکن کہتے ہیں۔ کہ قرآن جیسی معجز کتاب انسانی قلم نہیں لکھ سکتا ہیں۔ یہ مستقل معجزہ ہے۔، جو مردوں کو زندہ کرنے کے لیے معجزے سے بلند تر ہے۔

قرآن کو غیر مستند انجیلوں کی روایتوں سے لینا بقول جارج سیل

جارج سیل اپنی اسی کتاب(The Koran)میں صفحہ نمبر49 پر لکھتا ہے۔

> "Several of which stories or some circumstances of them are taken from the old and new testament ,but many more from the apocryphal book s and tradition of the Jews and Christians of those ages ,set up in Koran as truth in the opposition to the scriptures which the Jews and Christian are charged with having altered and I am apt to believe that few or none of the revelation or circumstances in the Koran were invented by the Muhammad as is generally supposed it being easy to trace the greatest part of them much higher".(15)

جارج سیل نے مراسی کے تتبع میں تفسیری فقرے بھیمتن میں لکھے ہیں۔ جارج سیل نے ترجمہ کو تیار کرنے میں دوسروں سے معاونت لی ہیں۔(9)

جارج سیل کا عربی زبان کو جاننا بقول حافظ غلام سرور:

حافظ غلام سرور کے نزدیک جارج سیل عربی زبان کی لغت جانتا تھا۔ اگر عربی لغت نہ جانتا تو ترجمہ کے لیے بدترین الفاظ کا انتخاب نہ کرتا۔ جیساکے اس نے بہت سے مقامات پر کیا ہے۔ اس کا غلط ترجمہ لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس کے مفہوم کو مشکوک بنا سکے۔ لہذا اس کی بغض و عناد سے بھرپور طبیعت نے اس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ قرآن مجید کی حیثیت کو متاثر کریں۔

قرآن مجید کی حیثیت کو متاثر کرنے کے لیے جارج سیل کے بدترین الفاظ کے چناؤ کی ایک مثال:

جارج سیل نے سورہ مریم آیت نمبر20 کے لیے بدترین الفاظ کا چناؤ کیا ہے۔

"قالت انیٰ یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا(10)

Sale makesMarysays I am not harlot.

حضرت مریم علیہ سلام فرماتی ہے۔ کہ میں فاحشہ نہیں ہوں۔(نا عُوذُ بللّٰہ)

جارج سیل کے منتخب الفاظ کا ترجمہ ہے۔ حالانکہ اس کا ترجمہ بہت مہذب انداز سے ہو سکتا تھا۔ جبکہ پورے قرآن میں اس طرح کا کوئی لفظ بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ لہذا قرآن کا اس اندازے سے ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا ۔

جارج سیل اگرچہ عربی لغت کو جانتے تھے۔ لیکن عربی محاورات سے ناواقف تھے۔(11)

جارج سیل کے ترجمہ " The Koran "میں موجود اغلاط کی نشاندہی کے حوالے سے ملاحظہ ہو۔

GHULAM SARWAR, HAFIZ,” TRANSLATION OF HOLY QURAN” (LAHORE: NATIONAL BOOK FOUNDATION, 1973) P: 9...21.

جارج سیل کا ترجمۃ القرآن میں جنت اور دوزخ کا انکار:

جارج سیل قرآن مجید میں موجود جنت اور دوزخ کے ذکر کا بھی انکار کرتے ہے۔

“Thus definitely denies that the description of heaven in the holy Quran”(12)

پولر(مستشرق) کی جارج سیل کے ترجمۃ القرآن سے متعلق اظہار رائے:

"کہ جارج سیل اس بات کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہ وہ سابق مستشرقین کی نسبت اسلام اور قرآن مجید پر زیادہ مہارت رکھتا ہے۔ اور بڑے جراتمندانہ انداز سے کہتا ہے کہ پروٹسٹنٹ ہی اسی لائق ہے کہ وہ قرآن مجید کو شکست دے۔"

"The protestant alone are able to attack the Quran with success and for them. I trust providence has reserved the glory of it overthrow". (2)

"جارج سیل کا یہ دعویٰ کہ اس نے قرآن مجید کا ترجمہ غیر جانبدارانہ انداز سے کیا ہے۔ غلط ہے یہ بات وہ اسلام اور قرآن مجید پر مکمل مہارت بھی نہیں رکھتا تھا"۔(3) چونکہ اس کا ترجمہ اس کے "ترجمہ قرآن" کی نقل ہے۔" (4)"لہذا اس کا یہ دعوی بھی کہ اس نے براہ راست قرآن مجید سے کیا ہیں، باطل ہو جاتا ہیں"۔(5)

جارج سیل کی عربی زبان میں مہارت آر۔اے۔ڈیون پورٹ کے زبانی:

جارج سیل کے ہم عصر جن لوگوں نے یہ کہا کہ جارج سیل نے ترجمہ کی تکمیل کے بعد اپنی زندگی کے 25 سال عرب میں گزارے۔ جہاں اس نے عربی لغت پر عبور حاصل کیا۔ جبکہ آر۔اے۔ڈیون پورٹ نے یہ نقطہ اٹھایا کہ جارج سیل کی تاریخ پیدائش 1697 ہیں اور وفات 1736 ہیں اور اپنے ترجمہ کے شائع ہونے کے دو سال بعد وفات پا گیا۔ اس سے یہ بات غلط ثابت ہوئی کہ اس نے 25 سال عرب میں گزارے۔(6)

جارج سیل کے ترجمۃ القرآن کا مختصر جائزہ:

جارج سیل کے ترجمہ میں سے ایک مثال پیش کیا جاتا ہیں ۔ جس میں سورۃ الفاتحہ کی پہلی آیت کا غلط ترجمہ کیا ہے :

الحمدللہ(7)

جارج سیل نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ کہ Praise be to God جبکہ اصل ترجمہ یہ ہے (All the praise or all praise belong to Allah)(8)

جے۔ایم۔راڈویل(مستشرق) کی جارج سیل کے ترجمۃ القرآن کے غلطیوں کی نشاندہی:

سیل کے ترجمہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہیں ۔ کہ اس کا ترجمہ اس کی زندگی میں چھپا۔ اور یہ ترجمہ سب تراجم سے زیادہ صحیح تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت کے تمام اہل تحقیق اور اہل علم میں معتبر اور مشہور تھا۔ مگر اس میں جو نقص رہ گیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ مترجم نے آیات کے لیے جو علامات لکھی ہے۔ اس کو حذف کر دیا ہے۔ اور تمام کتاب کو ایک مسلسل پیرایہ میں لکھ دیا ہے۔ اور یہ ایک بڑا نقص تھا۔ جس کی اہل علم نے بڑی شکایت کی ہیں اور ایک شکایت "جے۔ایم۔راڈویل" نے کی ہے۔ کہ

۔ جو لوگوں میں بہتر ترجمہ سے پڑھ گئی ہیں۔اور کہتے ہیں کہ پروٹیسٹنٹ ہی کامیابی کے ساتھ قرآن پر حملہ کر سکتے ہیں۔اور بھروسہ ہے کہ قدرت نے پروٹیسٹنٹ کا انتخاب اس لیے کیا ہے ۔کہ وہ قرآن کو شکست فاش دے دیں ۔

آپ ﷺ سے متعلق جارج سیل کا نظریہ :

جارج سیل" The Koran" جو کے 18ویں صدی میں انگلش میں لکھی جانے والی پہلی" ترجمۃ القرآن"ہیں۔جس کے مصنف جارج سیل ہیں۔ اپنے ترجمۃ القرآن "The Koran" کے مقدمہ میں لکھتا ہے۔

"Muhammad seems not to have been ignorant of the enthusiastic operation of rhetoric on the mind of men; for which reason, he has not only employed his utmost skill in these his pretended revelation, to preserve the dignity and sublimity of style, which might seem not unworthy of the majesty of that being, whom he gave out to be the author of them; and to imitate the prophetic manner of the old testament; but he has not neglected even the other art of oratory; wherein he succeeded so well, and so strangely captivated the minds of the audience, the several of his opponents thought it the effect of which craft and enchantment, as he sometimes complains".(1)

کلام میں لفّاظی حاظرین کے ذہنوں پر زبردست اثر ڈالتا ہے۔محمد ﷺ اس سے بے خبر نہ تھے۔یہی وجہ ہے کہ انھوں نے نہ صرف یہ کہ اپنے نام نہاد الہامات میں اسلوب بیان(بیان کے طریقے)کو اس کے وقار،رفعت،کو قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہیں اور اپنی پوری صلاحیتں استعمال کی ہیں۔تاکہ اس ذات کے قابل ہو جائے جس کی طرف وہ منسوب کرتے ہیں۔اور اس طریقہ کار کو اختیار کیا ہیں۔جو عہد نامہ قدیم کے پیغمبرانہ اسلوب سے یکساں ہو۔آپ ﷺ نے تو فن بلاغت کے اصولوں کو نظر انداز نہیں کیا۔اور وہ اس میں اس حد تک کامیاب ہوئے اور انھوں نے اس حد تک اپنے مخاطبین کے اذہان کو ایسا گرویدہ بنایا کہ ان کے مخالفین نے انہیں جادو اور سحر کا اثر قرار دیا۔

اسلام اور قرآن سے متعلق جارج سیل کا بے باک انداز:

ڈاکٹر مہر علی محمد اپنی کتاب" The Quran and orientalist"کے صحفہ نمبر331پر فرماتے ہے۔

George Sale and the Holy Quran:

[1] محمد ابراہیم درانی

[2] ڈاکٹر صاحبزادہ باز محمد

Abstract:

The way George sale gets popularity about hisbook" The Quran" it is not hidden from any orientalist whether it is from our era or from any past century. Although he is ancestor of many biased orientalists. He born in 1697 in cent bury Kent,England - died in 1736, London, England) was an orientalist and practicing solicitor, best known for his 1734 translation of the Quran into English which is completely inconsistent, repugnant with belief of Islam. Allegation are leveled against Muhammad (PBUH).He tried time and again to prove that "The HolyQuran the book or the author of the holy Quran is prophet(PBUH). if we go through out his book or when you review George's book "The Koran" you will find out that there is biasness ,essence of prejudice which is poison for any researcher so I tried my level best to take out all facts which are not relevant ,blind shooting in the dark, which are just to show enmity nothing else . I tried to holdtightly Mr. George sale where he has left the rope of justice, neglected the principles of research, theprinciples of natural justice.

تمہید:

جارج سیل اٹھارویں صدی کا ایک مشہور مستشرق ہے۔ان کی شہرت کی اولین وجہ ان کا قرآن حکیم کا انگلش میں ترجمہ ہے۔ان کا "ترجمۃ القرآن" مستشرقین کیلئے علمی دستاویز کی حثیت رکھتاہے۔جس طرح مستشرقین کے آباواجداد کی روش رہی ہیں ۔ کہ قرآن کوکسی نہ کسی طریقہ سے رسول اللہ ﷺ کی تصنیف قرار دیا جائے ۔جارج سیل بھی اپنی اس تصنیف میں اس بات کو ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے ۔ عقل کے گھوڑے ہر جگہ دوڑانے کی کوشش کرتا ہے ۔اور اپنے صلاحیتوں کالوہا منوانے کی کوشش کرتا رہتاہے کہ اس کا"ترجمۃ القرآن" مستشرقین کے لیے اہم علمی دستاویز کی حیثیت رکھتاہے۔وہ"ترجمۃ القرآن" کے مقدمے میں قرآن حکیم کو آپ ﷺ کیتصنیف ثابت کرنے کے لیے اپنے تخیل کے اور قلمکاری کی ساری صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہے۔ جارج سیل جنواں نے انگریزی زبان میں سب سے پہلی بار قرآن کا ترجمہ اٹھارویں صدی میں کیا تھا۔اس ترجمہ کے حوالے سے سیل کہتاہے کہ ان کا مقصد اس غلط فہمی کو دور کرنا ہیں

---

[1]M.Phil. Scholar Islamic Studies University of Balochistan Quetta Pakistan

[2]Chairperson Department of Islamic Studies University of Balochistan Quetta Pakistan